

## نقطہ نظر

# مسلمان عورت اور کسب معاش

مسز: شہناز کوثر چیمہ ☆

ہماری معاشرت میں گھریلو نظام کو چلانا عورت کی ذمہ داری ٹھہرائی جاتی ہے۔ لیکن اس کو بنیاد بنا کر اس کو اصول شرعی قرار دے دیا جاتا ہے کہ عورت دیگر کاروبار زندگی میں حصہ نہیں لے سکتی، ملازمت وغیرہ نہیں کر سکتی، ہم آئندہ سطور میں اس موضوع کو قرآن و حدیث اور تاریخ اسلامی کی روشنی میں ذرا تفصیلاً زیر بحث لائیں گے کہ کیا عورتیں، کسب معاش کیلئے میدان عمل میں نکل سکتی ہیں یا نہیں۔

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی سب سے پہلا مذہب ہے، جس نے عورت کی حیثیت اور حقوق کا تعین کیا اور انہیں مذہب، معاشرت، سیاست اور زندگی کے دیگر شعبوں میں اہمیت دی۔ قرآن پاک میں واضح ارشاد ہے:

ولهن مثل الذی علیہن بالمعروف (۱)۔

”اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں جو کہ مثل انہی مردوں کے حقوق کے ہیں۔“

یہ تاریخ عالم کا سب سے پہلا جان فزا مژدہ قرآن مجید فرقان حمید نے جس لطیف کو سنایا اور پھر فرمایا:

هن لباس لکم و انتم لباس لهن (۲)

”وہ تمہارے اوڑھنے پچھونے ہیں اور تم ان کے اوڑھنے پچھونے ہو۔“

خواتین کے جس مقام و مرتبے کو آج سے پندرہ سو سال پہلے شریعت اسلامیہ نے متعین

فرمایا، جدید تمدن نے کہیں بعد خواتین کے اس درجے کو تسلیم کیا۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں انسان کو پیدائشی اور فطری طور پر جو حقوق حاصل ہوتے ہیں، مردوں اور عورتوں کے درمیان ان میں کچھ فرق و امتیاز نہیں۔ انہی حقوق میں ایک حق و مسائل رزق سے استفادہ اور کسب معاش کے سلسلے میں جدوجہد کرنے کا ہے یعنی مردوزن مساوی طور پر یہ حق رکھتے ہیں کہ وہ دینی ضابطوں کی پابندی کے ساتھ حصول رزق کیلئے جدوجہد کریں۔

قرآن و حدیث کی تعلیمات سے اگرچہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام عورت کی اصل اور زیادہ تر توجہ گھریلو امور و معاملات کی طرف رکھنے کی ہدایت کرتا ہے تاکہ وہ (عورت) ان کو سدھارنے اور بہتر سے بہتر بنانے کی پوری سعی و کوشش کرے۔ تاہم وہ بوقت ضرورت ایسے فرائض میں بھی حصہ لے سکتی ہے جو اجتماعی امور و معاملات سے تعلق رکھتے ہیں۔ مسلمان عورت اسلامی حجاب کی پابندی کے ساتھ کسب معاش کیلئے اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لا سکتی ہے، ہر میدان عمل، خواہ وہ محکمہ تعلیم ہو، صحت کے امور سے متعلق ہو یا کارخانہ و فیکٹری کی ملازمت ہو، اگر خواتین کو تحفظ حاصل ہو، تو اسلام ان کے ذریعہ روزگار پر کوئی قدغن عائد نہیں کرتا۔

حضرت عمر مشہور صحابیہ حضرت شفاء بنت عبد اللہ عدویہ کو بازار سے متعلق بعض ذمہ داریاں سونپا کرتے تھے۔ حدیث طیبہ کے الفاظ ہیں:

اسلمت الشفاء قبل الهجرة فهی من المهاجرات الاول وبایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانت من عقلاء النساء وفضلا نهن ... وکان عمر یقدمها فی الراى ویرضاها ویفضلاها وربما ولاها شینا من امر السوق (۳)۔

(حضرت شفاء ہجرت سے پہلے اسلام لا چکی تھیں، وہ ابتدائی ماجرین میں سے تھیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت بھی کی تھی وہ عقل و فہم اور فضیلت والی عورتوں میں سے تھیں ... حضرت عمرؓ ان کو رائے اور مشورہ میں ترجیح دیتے، ان کی رائے اور رضامندی لیتے اور ان کو فضیلت دیتے۔ اور بازار کے امور سپرد کرتے تھے۔)

اس روایت سے صراحت کے ساتھ یہ بات واضح ہوتی ہے کہ وہ امور جو عموماً مردوں کے سپرد کئے جاتے تھے، ضرورت کے تحت خواتین کو بھی ان پر مامور کیا جا سکتا ہے۔ گھریلو ذمہ

داریوں کی انجام دہی اور مردوں کے ساتھ مل کر امور کی انجام دہی کے مظاہر تو آج بھی کثرت کے ساتھ ہمارے معاشرے میں دکھائی دیتے ہیں۔ اور اس کو اسلامی روایت کی روشنی میں دیکھا جائے تو حضرت اسماء بنت ابی بکر اور حضرت جابر کی خالہ کا بالترتیب لکڑیوں کو جنگل سے لانا اور فروخت کرنا اور اپنے کھجور کے درختوں کی دیکھ بھال بنیاد فراہم کرتا ہے۔

یہاں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ خواتین بالعموم عندالضرورت ہی ملازمت وغیرہ اختیار کرتی ہیں۔ ان خواتین کا تناسب بہت ہی کم ہے جو صرف شوق کی تسکین کیلئے ملازمت کرتی ہیں۔ اس لئے میرے نقطہ نظر میں جہاں اسلام خواتین کو اس بات کی اجازت دیتا ہے اور کوئی قدغن نہیں لگاتا کہ وہ اسلامی حدود کی پابندی کے ساتھ کسب معاش کر سکتی ہیں، وہاں یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ غیر ضروری طور پر ملازمت اختیار کر کے اپنے گھریلو نظام کو درہم برہم کرنا اور اولاد کی تربیت سے غفلت بھی کوئی مناسب رویہ نہیں۔

لیکن جیسے پہلے ذکر کیا گیا ضرورت کے تحت اسلام کسب معاش کی صرف اجازت ہی نہیں دیتا بلکہ بعض صورتوں میں سخت شرائط میں نرمی بھی پیدا کر دیتا ہے جس کے لئے درج ذیل حدیث کو بطور دلیل پیش کیا جاسکتا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میری خالہ کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی۔ (طلاق کے بعد ان کو عدت کے ایام گھر میں ہی گزارنے چاہئیں تھے) لیکن انہوں نے (عدت کے دوران ہی) اپنے کھجور کے چند پیڑ کاٹنے (اور فروخت کرنے) کا ارادہ کیا تو ایک صاحب نے سختی سے منع کیا۔ (کہ اس مدت میں گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے) یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں استفسار کے لئے گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا "کھیت میں جاؤ" اور اپنے کھجور کے درخت کاٹو (اور فروخت کرو) اس رقم سے بہت ممکن ہے تم صدقہ یا اور کوئی بھلائی کا کام کر سکو (اس طرح یہ تمہارے لئے اجر آخرت کا سبب ہوگا)۔ (۴)

ایک دوسری روایت میں ہے:

عن سهل قال كانت فينا امرأة تجعل على البعاء في مزرعة لها سلقا فكانت اذا كان

يوم الجمعة تنزع اصول السلق فتجعله في قدر ثم تجعل عليه قبضة من شعير  
تطحنها فتكون اصول السلق عرقه وكنا ننصرف من صلوة الجمعة فنسلم عليها  
فتقرب ذالك الطعام الينا فنلعهه وكنا نتمنى يوم الجمعة لطعامها ذالك۔ (۵)۔

(حضرت سہل کا بیان ہے کہ ہم میں سے ایک عورت تھی جمعہ کے دن وہ چقدر  
کی جڑیں نکال کر انہیں ہنڈیا میں ڈال کر پکاتی تھی اور اس پر مٹھی بھرجو کا آنا  
پس کر ڈال دیتی تھی۔ گویا چقدر کی جڑیں اس میں بوٹیوں کا کام دیتی تھیں۔ ہم  
ہر جمعہ کو نماز کے بعد اس کو سلام کرتے، وہ یہ کھانا ہمارے سامنے لاتی اور ہم  
چٹ کر جاتے۔ ہمیں اس کھانے کی وجہ سے جمعہ کے دن کا بہت خیال رہتا تھا)

اس مختصری تحریر میں بات واضح کرنے کی کوشش کی گئی کہ اسلامی حدود و قیود کی پابندی  
کے ساتھ خواتین کا کسب معاش کیلئے اپنے گھروں سے نکلنا، غیر اسلامی نہیں، بلکہ اسلامی روایت  
کے مطابق ہے۔

### حوالہ جات

- ۱۔ قرآن مجید ۴: ۲۲۸
- ۲۔ قرآن مجید ۲: ۱۸۷
- ۳۔ علامہ عبدالبر النمری القرطبی (۳۶۸ - ۴۶۳) الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب برحاشیہ الاصابہ فی تیز اصحابہ،  
ج نمبر ۴، ص نمبر ۳۴۰، ۳۴۱۔
- ۴۔ سلیمان بن اشعث، ابو داؤد، سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق ج ۲، ص ۷۲۰
- ۵۔ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح بخاری کتاب الجحد باب فاذا قیئت الصلوۃ ج ۱، ص ۱۲۸